آزاد کشمیر میں

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس کا خطاب

ضبط و ترتیب: مولانا مفتی غلام مصطفیٰ، استاذ دار العلوم الاسلامیہ، مظفر آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد انانحن نزلناالذکر وانالہ لحافظون

وفاق المدارس العربیہ کی مجلس عاملہ نے طے کیا کہ پورے ملک میں صوبائی طور پر جہاں ممکن ہو ڈویژن سطح پر ارباب مدارس کے اجتماعات منعقد کیے جائیں اور جدید حالات پر مشاورت کی جائے اور وفاق المدارس نے جس طریقۂ کار کا تعین کیا ہے اس سے آگاہ کیا جائے اور مشورہ کرنا بھی شامل ہے۔ چنانچہ ملک میں اجتماعات ہوئے اور مفید باتیں طے ہوئیں اور لائحہ عمل کو طے کرنے میں آسانی ہوئی، آج ہم مشورہ کریں اور موجودہ حالات کے بارے میں جو خیالات ہیں، جو محنت کر رہے ہیں اس کی تفصیلات بیان کریں، دینی مدارس جس دن سے قائم ہوئے اس دن سے تحفظ اور بقا کی جنگ بھی لڑ رہے ہیں، جہاں علوم کی اشاعت ہے وہاں روز اوّل سے اس سلسلے کے تحفظ اور بقا کی بھی محنت کرنی پڑ رہی ہے، دار العلوم (دار العلوم دیوبند) کو ابتدا سے ہی مخالفتوں اور سازشوں کا سامنا ہوا، مدارس کے وجود کو خطرات لاحق ہوئے، کبھی یہ خطرات کم ہوئے کبھی زیادہ، لیکن الحمد للہ تعالیٰ کہ یہ سلسلہ بڑھ رہا ہے اور ترقی کر رہا ہے، یہ اللہ رب العزت کا فضل اور اکابر کی للّٰہیت کا نتیجہ ہے، خیال تھا کہ پاکستان بن جانے کے بعد تحفظ اور بقا کے حوالے سے سکون مل جائے گا کہ اب ان کو سکھوں اور ہندوؤں سے آزادی کے بعد تحفظ کا خطرہ نہ ہوگا لیکن افسوس کہ پاکستان بننے کے بعد بھی تحفظ کی جنگ ہندوستان کے علماء سے زیادہ لڑنی پڑ رہی ہے، جس طرح ایک غیر مسلم ملک میں تحفظ کی محنت کرنی پڑ رہی ہے، اس سے زیادہ یہاں پر ہے اور ایک غیر مسلم ملک سے زیادہ خطرات یہاں لاحق ہیں، ہم نے ظاہری آزادی تو حاصل کی لیکن حقیقی آزادی حاصل نہ کر سکے، کیونکہ انگریز کی معنوی اولاد آج بھی موجود ہے۔ ان کے ذہنوں میں وہی سوچ ہے جو انگریز کے ذہن میں تھی وہ ملا کا کردار برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں جو حق گو ہو، باطل سے ٹکرانے والا ہو، مجاہد ملت ہو، یہ اس کے کردار کو برداشت نہیں کر سکتے، یاد رکھیں حکومتوں کے پروگرام ملتوی تو ہوا کرتے ہیں منسوخ نہیں، ہوتے وہ مناسب وقت کا انتظار کرتے ہیں اور پھر وقت پر پایۂ تکمیل کو پہنچاتے ہیں۔ وزیر اعظم اور صدر تو بدلتے ہیں لیکن بیوروکریسی نہیں بدلتی، اس لیے پاکستان کی قیادت سے ہمیشہ خطرات لاحق رہے ہیں اور ہیں اور ہمیں تحفظ کی محنت کرنی پڑ رہی ہے، جہاں ان کو ختم کرنے اور تحویل میں لینے کا پروگرام بنا، ان کیملے اس غرض سے تھے، موجودہ حکومت اپنے سابقہ حکمرانوں کے تسلسل کو برقرار رکھنے کا پروگرام وعزم رکھتی ہے، ان کا اندازہ یہ تھا کہ دینی مدارس کو قبضہ میں لیا جائے اس کے لیے انہوں نے بھرپور کوشش کی، لیکن اب انہوں نے انداز بدل دیا، پہلے لوگ آکر ان عمارات پر قبضہ کرنا چاہتے تھے، اب انداز بدل گیا ہے کہ مدارس انہی کے پاس رہیں ہم ان کے نظام اور نصاب میں داخل ہو جائیں، ان کو سب قبول ہے لیکن آپ کا آزادانہ کردار ان کو قبول نہیں ہے، سقوط کابل اور افغانستان کے بعد ان کے حوصلے بڑھے کہ اب دینی جماعتوں اور مدارس کو کنٹرول کرنے کا

ایسا موقعہ پھر نہ ملے گا کہ لادینی قوتیں پس پشت ہیں اور ملک میں مایوسی کا ماحول ہے، چنانچہ اس مقصد کے لیے رمضان المبارک کے نصف سے ایک مہم چلادی گئی، دینی مدارس کے خلاف رمضان المبارک میں ایسا کرنے کے چند مقاصد تھے، ایک مقصد یہ تھا کہ عام طور پر رمضان المبارک میں تعاون ہوتا ہے، ہماری پوری توجہ اس مہینے کے اندر تعاون لینے میں ہوتی ہے اور ہمارا اکثر تعاون اس مہینے میں ہوتا ہے چنانچہ اس مہینے میں منفی خبریں پھیلادی گئیں اور تعاون کرنے والوں کو ہراساں کیا گیا تاکہ مدارس کو مالی نقصان پہنچایا جاسکے، الحمدللہ عوام کے اعتماد کی وجہ سے حکومت اپنے اس مقصد میں ناکام ہوئی، دوسرا مقصد کہ رمضان المبارک میں چھٹیاں ہیں آج موقعہ ہے مزاحمت نہیں ہوگی، ہمیں باوثوق ذرائع سے اس کا علم ہوگیا کہ حکومت کا خیال ہے کہ مدارس میں اپنے آدمی مقرر کیے جائیں، اس مسئلہ کے پیش نظر ہم نے فوری طور پر تمام مدارس کی تنظیموں اور وفاق سے رابطہ کیا، آج سب کا نشانہ علماء دیوبند ہیں کیونکہ آپ کی جہادی اور تبلیغی طاقتیں اول نمبر پر ہیں کہ ہماری قوتوں کو ختم کیا جائے، چنانچہ ہم نے اس جنگ کو تنہا لڑنے کے بجائے مل کر لڑنے کا فیصلہ کیا، دوسروں کے ساتھ مشورہ میں اجلاس کا طے ہوا، لاہور میں اجلاس ہوا جس میں سب شریک ہوئے، اس اجلاس میں حضرت صدر وفاق المدارس العربیہ صاحب مدظلہ کراچی سے تشریف لائے ضعف پیرانہ سالی اور بیماری کے باوجود کئی گھنٹے شرکت کی، اس کے نتیجے میں کئی دن تک صاحب فراش رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائیں آمین، اس اجلاس میں بریلوی، غیر مقلدین، جماعت اسلامی، شیعہ سب تھے اس اجلاس میں ہم نے یہ بات کی کہ آج پھر دفاع مدارس کی ذمہ داری آئی ہے، اگر یہ کہا جائے کہ آپ بچ جائیں گے ہمیں کچھ نہ کہا جائے گا تو یہ خیال غلط ہے۔ باری سب کی ہے آج ہماری باری ہے تو کل آپ کی۔ اللہ رب العزت نے فضل و کرم فرمایا کہ باہم متفق ہوگئے اور اتحاد کو متحرک کیا اور اس اجلاس میں درج ذیل باتیں طے پائیں۔

اتحاد تنظیمات مدارس کے مقاصد

۱۔ ہم مدارس کے تحفظ کے لیے اجتماعی طور پر قدم اٹھائیں گے اور حکومت کے کسی پروگرام میں کوئی فرد شریک نہ ہوگا جب تک سب کو دعوت نہ دیں، اور جو موقف اختیار کیا جائے وہ سب کا متفقہ ہوگا، یعنی متفقہ مواقف اختیار کیا جائے گا۔

اس کے باوجود دراڑیں ڈالنے کی کوششیں کی گئیں لیکن الحمدللہ تعالیٰ کہ وہ اتحاد نہ ٹوٹا۔ الحمدللہ کہ اس اجلاس کے بعد آج تک ان پانچوں تنظیموں میں اتحاد و اتفاق ہے اور یکسانیت ہے وہ اس کو توڑ نہیں سکتے، ایسے مواقع پر ہمارے اکابر نے بھی یونہی کیا ہے، کل ایک اجلاس لاہور میں ہوگا کہ شاید ریفرنڈم کے بعد کوئی اقدام کریں تو اس میں ہمیں کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس دفاع کو قائم رکھیں، آمین۔

۲۔ ہم کسی صورت اپنے مدارس کی آزادی کو قربان نہیں کریں گے، چاہے حکومت اس کے لیے کوئی لالچ یا دھمکیاں دے، خواہ اس آزادی کا تعلق انتظامی معاملات سے ہو یا مالی معاملات سے، نصاب تعلیم سے ہو یا نظام تعلیم سے، کسی معاملہ میں حکومت کے کسی دباؤ اور مداخلت کو قبول نہیں کریں گے، اگر ہمیں معادلہ (یعنی ہماری سند ایم۔اے اسلامیات کے برابر قرار دی گئی ہے اس کو) واپس کرنا پڑا تو کریں گے ہم انشاءاللہ تعالیٰ ہر قیمت پر اپنے مدارس کی آزادی کو برقرار رکھیں گے۔

الحمدللہ تعالیٰ کہ آج تک وہ آزادی کے خلاف کوئی بات نہیں منوا سکے کہ جس سے آزادی پر فرق پڑے، کیا کیا طریقے اختیار کیے

لیکن الحمد للہ تعالیٰ وہ اس میں کامیاب نہیں ہوئے۔

۳۔ یہ بات طے ہوئی کہ ہم نے موجودہ معروضی حالات کے پیش نظر جو پالیسی اختیار کرنی ہے تصادم کی نہیں بلکہ حکمت کی ہوگی، جلسے وجلوس کی تحریک نہیں چلانی بلکہ آخری لمحے تک ارباب حکومت کو براہین کی قوت سے افہام وتفہیم کا راستہ اختیار کریں گے کیونکہ تصادم میں ہمارا نقصان ہو سکتا ہے، وزیر داخلہ نے ایک زہریلی رپورٹ پیش کی اگر حکومت قبول کر لیتی تو آج ہم میدان کارزار میں ہوتے، ہم نے حکمت سے اس کو ختم کیا "آخر الحیل السیف" ہم جب محسوس کریں گے کہ نہیں مانتے تو پھر میدان میں نکلیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل کہ اس اتحاد میں اتنی برکت ڈالی کہ اس وقت سے آج کن کن لوگوں سے ملاقاتیں کیں، فوج اور حکومتی اداروں میں کس طرح باتیں کیں اور ملاقاتیں کی گئیں اور حکومت کو نقصانات سے مطلع کیا گیا تو جو متعصب نہ تھے وہ اپنی رائے کو بدلنے پر مجبور ہو گئے، کیونکہ ہمارے پاس ٹھوس دلائل موجود ہیں۔

ہم نے آخر دم تک کے لیے یہ طے کیا کہ اتحاد کو برقرار رکھیں گے، آزادی کو برقرار رکھیں گے اور حکمت کو استعمال کریں گے، ہمارے تمام ارکان عاملہ نے اس میں خوب تعاون کیا، ہم سب نے اپنے اپنے ذرائع استعمال کیے تو اللہ تعالیٰ نے اس میں خوب ترقی اور کامیابی عطا فرمائی۔ آج دینی مدارس پر حکومت کی طرف سے مختلف اشکالات کیے جاتے ہیں، الحمد للہ تعالیٰ کہ ان سب کا مسکت جواب دیا گیا، کچھ اشکالات یہ ہیں۔

دینی مدارس پر چند اشکالات

۱۔ دینی مدارس پر ایک اشکال یہ ہے کہ یہ ملک میں ہونے والی فرقہ واریت کے سرپرست ہیں، اس میں شامل ہیں، ملک کی بدامنی اور قتل وغارت میں یہ ملوث ہیں، تو ہم نے کہا کہ آپ پاکستان میں کسی ایک مدرسے کا نام ثبوت کے ساتھ دیدیں کہ جس کے کسی استاد نے یا کسی طالب علم نے ادارے کے مشورے سے کسی کو قتل کیا ہو، اگر ثبوت دیدیں تو آپ کی کارروائی بعد میں ہوگی ہم سب سے پہلے اس کو الگ کر دیں گے، ایک مدرسے کا نام بتادیں کہ ہم تعاون کر سکیں لیکن وہ ایک مدرسے کا نام بھی نہیں بتا سکے اور کہنے لگے کہ ثبوت جمع کر رہے ہیں تو ہم نے کہا کہ ہمیں تو ملزم آپ نے پہلے بنالیا، ابھی تک ثبوت بھی موجود نہیں، کہنے لگے کہ سو کا سواں حصہ اس دہشت گردی میں شریک ہے، کچھ مدارس ہیں جو اس میں شریک ہیں، چنانچہ وہ ہم سے پوچھنے لگے کہ وہ مدارس کون سے ہیں ہم نے کہا کہ دعویٰ تو آپ پیش کریں اور دلیل ہمارے ذمہ، الزام تو آپ لگاتے ہیں اور ثبوت ہم سے مانگتے ہیں۔

ایک ملاقات میں وزیر داخلہ نے پوچھا کہ چھٹیوں میں آپ کے طالب علم کہاں جاتے ہیں، میں نے کہا کہ اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ جہاں آپ بھیجتے ہیں وہاں جاتے ہیں، دوسرے ان دنوں سرکاری کالجز اور اسکولوں کی چھٹیاں تھیں میں نے پوچھا کہ دوسرا یہ کہ آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کے طلباء ان چھٹیوں میں کہاں کہاں ہیں، کہنے لگے کہ ہمیں معلوم نہیں، میں نے کہا کہ جب آپ نہیں بتا سکتے جبکہ سب ذرائع آپ کے پاس موجود ہیں تو ہم کیسے بتا سکتے ہیں پھر ہمیں کیوں مکلف بناتے ہیں، دوسری بات ہم نے یہ کہی کہ فرقہ واریت کے نام پر پاکستان میں جو قتل وغارت ہوئی، وہ نو دس سال سے ہوئی حالانکہ مدارس اس سے پہلے کے موجود ہیں، لہٰذا اس کے عوامل اور اسباب اور ہیں، آپ مدارس کو بدنام کرنے کے لیے یہ سب کچھ کر رہے ہیں، آپ کے بقول ایک آدھ مدرسہ یا ایک آدھ فرد اس میں ملوث ہوگا، پھر تمام

مدارس کو کیوں بدنام کرتے ہیں، حالانکہ کالج و یونیورسٹیوں میں ایسے واقعات روز کا معمول ہیں، وہاں قتل و غارت عام ہے۔ اس لسانی دہشت گردی، مذہبی دہشت گردی کا نام کیوں نہیں لیتے، کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ الطاف حسین کس مدرسے کا فارغ ہے، ان کے کنٹرول کے لیے کیا قانون بنایا جو دہشت گردی میں صراحتہً ملوث ہیں، ان کے بارے میں کوئی قانون نہیں...... جن کے بارے میں محض گمان ہے اور وہ بھی کسی ایک آدھ فرد یا مدرسہ کے بارے میں، ان کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔

۲۷ دسمبر کی ملاقات میں ہم نے کہا کہ یا تو آپ دہشت گردی کا ثبوت دیں یا پھر آئندہ مدارس کے متعلق اس کا نام نہ لیں، آپ مدارس کو بدنام کرتے ہیں، چنانچہ انہوں نے دوسری ملاقات میں ثبوت فراہم کرنے کا کہا اور نہ فراہم کرسکنے کی صورت میں آئندہ اس سے دستبردار ہونے کا کہا، چنانچہ دوسری ملاقات میں مجبور ہو کر کہا کہ کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا اب کوئی بھی، مدارس کے متعلق دہشت گردی کا بیان نہیں دے گا۔

دوسرے انہوں نے کہا کہ مدارس میں قتل کرنے کے بعد قاتل پناہ لیتے ہیں جبکہ مدرسے میں آنے والے کے چہرے پر نہیں لکھا ہوتا کہ یہ کون ہے، حالانکہ کالج و یونیورسٹی میں بھی ایسا ہوتا ہے، اگر بالفرض ایسا ہے بھی تو پہلے تو یہ مدرسہ کا فعل ہے یا کسی شخص کا لہٰذا اس کے متعلق ثبوت دیکھ کر کارروائی کریں گے، ہم نے ان لوگوں کو مدارس کی طرف آنے کی دعوت دی کہ آپ آئیں اور اگر کسی ایک استاد کے متعلق بتائیں کہ انہوں نے کسی آدمی کے متعلق یہ کہا ہو کہ قتل کرنا ثواب کا کام ہے لہٰذا تم اس کو قتل کرو، ویسے بھی وہ حضرات ہمارے اسباق میں شریک ہوتے ہیں لیکن چونکہ بے بنیاد پروپیگنڈہ تھا، اس لیے کوئی ثبوت نہ فراہم کرسکے۔

۲۔ دوسرا یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ کا نصاب فرسودہ ہے، پرانا ہے، نصاب تعلیم کو بدلیں، عصری تعلیم کو داخل کریں، ہم نے کہا کہ جب آپ نصاب کے بارے میں بات کرتے ہیں تو دکھ ہوتا ہے کہ یہ نصاب تو آپ کی حکومت کا منظور کردہ ہے۔ ضیاء مرحوم کے دور میں خوب مناظرہ و مکالمہ اور ہر ہر کتاب پر بحث و مباحثہ کے بعد منظور کیا، اور شہادۃ العالمیہ کو ایم۔ اے کے برابر قرار دیا تو آپ اپنی وزارت تعلیم پر اعتراض کر رہے ہیں ہم پر نہیں، کیونکہ یہ حکومت کا منظور کردہ ہے۔ ہمارا نصاب مکمل و اکمل ہے، ہمارے ہاں اٹھارہ فنون پڑھائے جاتے ہیں جبکہ آپ کے ہاں صرف آٹھ فنون پڑھائے جاتے ہیں، تو تبدیلی کی ضرورت آپ کو ہے نہ کہ ہمیں، ہماری تو باقاعدہ ایک کمیٹی ہے جو نصاب میں غور و فکر کرتی ہے آج تک بہت کچھ تبدیل ہوا ہے، اور ریاضی اور انگریزی چھ سات سال سے شروع ہے۔ ہمارے ہاں متوسطہ کا جو معیار ہے آپ کے ہاں ایف۔ اے کا بھی نہیں ہے۔ لوگ بنیادی معلومات ضروری سمجھتے ہیں، ہمارا اصل مقصد تعلیم القرآن ہے۔ لہٰذا آپ اپنے نصاب پر غور کریں، ان اسکولوں کے لیے ایسی رکاوٹیں ختم کردیں، تمام ملک کے اعتبار سے اسکول مدارس کے مقابلے میں پچانوے ستانوے فیصد ہیں لہٰذا جو پچانوے ستانوے فیصد ہے اس میں تبدیلی لائیں، آپ ماڈل دارالعلوم بنانے کے بجائے اسکولوں کے نصاب کو بدل دیں، ماڈل مدارس بن جائیں گے، الحمدللہ نصاب سے متعلق آج تک کوئی بات قبول نہیں کی، ہم نے کہا کہ پورے ملک میں میٹرک تک مدارس اور اسکولوں کا نصاب ایک بنایا جائے، میٹرک کے بعد جو جو کرنا چاہے کرے، وہ نصاب ہمارے مشورے سے ہو اور اس میں دینی اور عصری دونوں قسم کے علوم ہوں لیکن اس بات سے وہ بھاگ گئے، ہم نے کہا کہ آپ پورے ملک میں ایک نصاب تعلیم لے آئیں، تمام الجھنیں ختم کردیں، علاقائی چند باتیں ہیں وہ باقی رہنے دیں جو فرق کرنا چاہتے ہیں وہ ختم ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ آپ علوم پڑھائیں، امتحان ہمارے بورڈ میں دیں، ہم نے کہا کہ یہ منظور نہیں۔